دارالعلوم حقانیہ

منزل بہ منزل

دارالعلوم حقانیہ کا جلسہ دستار بندی
اپریل ۱۹۵۵

دارالعلوم حقانیہ کے شاندار ماضی کو مرتب و مدون کرنے اور اسے ریکارڈ پر لانے کے سلسلہ میں ضروری ہے کہ ایسے تمام مواد، یادداشتوں، قلمی رپورٹوں، واردین وصادرین کی تفصیلات بالخصوص دارالعلوم کے ابتدائی دور کے جلسہ ہائے دستار بندی کی روداد جو اس وقت چھپ نہیں سکیں کسی نہ کسی طرح شائع کر کے محفوظ کی جائیں اس غرض کیلئے دارالعلوم کی مفصل تاریخ کی تدوین اور ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت کے علاوہ فوری طور پر ادارۃ الحق نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ایسے مواد کو دارالعلوم کے ریکارڈ سے تلاش کر کے الحق کے ذریعہ محفوظ کیا جائے۔

اس وقت ہمارے سامنے دارالعلوم کے ایک جلسہ دستار بندی ۱۹۵۵ء کی رپورٹ ہے۔ یہ جلسے اپنی افادیت اور وسعتوں کے لحاظ سے دیرپا اثرات کے حامل ہوتے تھے۔ اور ایک عظیم الشان علمی جشن (بقول مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند) کی صورت اختیار کر لیتے تھے۔ پیش نظر رپورٹ مولانا مفتی سیاح الدین صاحب کاکا خیل رکن اسلامی مشاورتی کونسل کے ہاتھ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ (ادارہ)

اکوڑہ خٹک ۳ اپریل۔ آج بعد نماز ظہر قریباً ڈھائی بجے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا آٹھواں سالانہ جلسہ دستار بندی کا پہلا اجلاس حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتی کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس عظیم الشان تاریخی جلسہ میں سرحد کے تمام اضلاع ماوراء سرحد اور ملحقہ پنجاب کے سینکڑوں مستند علماء وفضلاء، مدارس عربیہ کے مہتممین اور ہزاروں کی تعداد میں دین وعلم دین سے شغف رکھنے والے مسلمانوں نے شرکت کی۔ تمام پنڈال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تلاوت قرآن مجید مولانا قاری عبدالحلیم صاحب کاکا خیل فاضل حقانیہ نے کی۔ ان کے بعد استاذ الشعراء محترم شاہ گل صاحب قیادت کاکا خیل صاحب نے ایک نہایت درد وسوز سے بھری ہوئی نظم پڑھی۔ جو دارالعلوم حقانیہ کے ان طلباء کی طرف سے دارالعلوم اور اس کے اساتذہ کرام کی خدمت میں پیش کی گئی تھی جو اس سال دورہ حدیث سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ نے مدرسہ کی روئداد اور گذشتہ سال کی آمد وخرچ کا حساب تفصیل کے ساتھ سنایا اور آئندہ کا میزانیہ اور دارالعلوم کی ضروریات پیش فرمائیں۔

اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب۔ مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ۔ مولانا ارشاد گل صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک اور مولانا عبدالغفور صاحب صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ

اور دوسرے بعض جید علماء کرام نے ان ۳۶ طالب علموں کی دستار بندی کی جو اس سال دورۂ حدیث پڑھ کر امتحان سالانہ میں کامیاب ہو گئے تھے اور ان میں سے ہر ایک کو انعام کے طور پر چند دینی کتابیں بھی مدرسہ کی طرف دی گئیں۔ بعد ازاں مولوی رحمت اللہ صاحب مجروح نے جو ان فارغ التحصیل طلبہ میں سے ایک تھے۔ ان تمام ۳۶ طلبہ کی طرف سے ایک الوداعی نظم پڑھی اور قریباً سوا پانچ بجے یہ پہلا اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس۔ حسب پروگرام بعد از نماز مغرب ۹ بجے تک ایک پشتو مشاعرہ مولانا سید گل بادشاہ صاحب صدر جمعیت العلماء سرحد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس مشاعرہ میں سرحد و ماوراء سرحد کے بہت سے ممتاز و سربرآوردہ شاعر شریک ہوئے۔ اس مشاعرہ کے اشعار اور پشتو ادب کے اس مظاہرہ سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ بعض شعراء کو باذوق حضرات نے انعامات سے نوازا۔ اور انہوں نے بڑے اخلاص کے ساتھ وہ انعامات دارالعلوم حقانیہ میں بطور چندہ پیش کئے۔

تیسرا اجلاس۔ دارالعلوم حقانیہ کی اس ممتاز کانفرنس کا تیسرا اجلاس ساڑھے نو بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی اور قاری رشید احمد صاحب مردانی نے تلاوت قرآن مجید فرمائی اور محترم فضل الرحمن صاحب نے نعت پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

اس کے بعد پہلے حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی مہتمم مدرسہ امداد الاسلام راولپنڈی نے تقریر کی۔ آپ نے علم دین کی اہمیت، علمائے دین اور طلباء علوم دین کی ضرورت پر جامع الفاظ میں تبصرہ فرمایا۔ ان کے بعد حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے تقریر شروع کی۔ آپ نے اس ملک میں عام مسلمانوں، علماء کرام اور اہل دین طبقہ کے ساتھ انگریز کے تربیت یافتہ چند مٹھی بھر مغرب زدہ لوگوں کی طویل کش مکش کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دیکھیں لیکن پاکستانی مسلمانوں کے دلوں سے وہ دین کی محبت۔ اللہ و رسول کے ساتھ تعلق۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی عشق اور اطاعت کا داعیہ نکال نہیں سکیں گے۔ فرمایا کہ ختم نبوت کی تحریک نے ثابت کر دیا کہ یورپ و امریکہ کے اخبارات نے بلکہ خود عدالتی تحقیقات نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ پاکستان کے تمام مسلمان علماء کرام کے ساتھ ہیں۔ اور حکومت نے اس موقعہ پر رائے عامہ کو کچلنے کی کوشش کی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ جن جن لوگوں نے ختم نبوت کے سلسلہ میں بے پرواہی برتی وہ ایک ایک کر کے اقتدار کے ان مسندوں سے تنہا رہے ہیں۔ وہ وزیر نہیں رہے اور ایک یونٹ کے   کے بعد اب مئی میں وہ تمام ایم ایل اے بھی غفرلہٗ ہو جائیں گے جنہوں نے کبھی اس سلسلہ میں کلمۂ حق زبان سے نہیں نکالا۔ اور انہیں ایک ریزولیوشن منظور کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ مولانا نے قادیانی فتنہ کی

طرف توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ منکرین سنت رسول اللہ کے نئے فتنے کا بھی ذکر کیا۔ غلام احمد قادیانی کے بعد غلام احمد پرویز کی مذموم کوششوں کو بیان فرماتے ہوئے آپ نے اہل سنت والجماعت کے لفظ کی تشریح کی۔ اور فرمایا کہ خود قرآن مجید ہی سے یہ ثابت ہے کہ نجات کے لئے ضروری ہے کہ سنت رسول اللہ اور جماعت صحابہ کرام کی پوری پوری پیروی کی جائے۔ آپ نے فرید جعفری ایڈیٹر پاکستان اسٹنڈرڈ کے اس رسوائے عالم مضمون کا بھی ذکر کیا۔ جس کے خلاف آج تمام پاکستان میں سخت احتجاج کیا جا رہا ہے اور ہر جگہ سے اس کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ مگر نہ تو مسلم لیگ نے اس کا کوئی احتساب کیا اور نہ حکومت پاکستان نے ذرہ بھر توجہ کی۔ اس کے ساتھ ہی مولانا نے آغاخانیوں کے عقیدہ و نظریہ پر بھی تبصرہ کیا۔ آپ کی اس تقریر کا عام مسلمانوں پر بہت زیادہ اثر پڑ رہا تھا۔ تمام مسلمانوں نے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر آپ کے ارشادات گرامی کو سنا۔

آپ کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی نے تقریر فرمائی۔ آپ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ آج کل عام طور سے ہمارا جو عملی اور اخلاقی رویہ ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ گویا ہم خدا تعالیٰ کے وجود کے قائل نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کیا جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت اور اس کی حاکمیت کا ہر وقت ہمیں استحضار ہو جو ہمیں تمام بداعمالیوں اور بداخلاقیوں سے روک دے۔ اس سلسلہ بیان میں آپ نے اشتراکیت، قادیانیت اور پرویزیت کے فتنوں کا بھی ذکر کیا اور ان باطل گروہوں کی تردید کے سلسلہ میں چند اہم نکات اور اصولی باتیں بیان فرمائیں۔

آپ کی تقریر کا مجمع پر عام تاثر تھا۔ ایک ایک جملہ پر لوگ عش عش کر اٹھتے تھے۔ اور نعرۂ تکبیر کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ آخر میں آپ نے دارالعلوم حقانیہ کی امداد و اعانت کی طرف توجہ دلائی۔ اور لوگوں سے نہایت مؤثر انداز میں اپیل کی۔ کہ وہ اس منبع علم و عرفان اور مرکز قرآن و سنت کو جاری و مستحکم رکھنے کے لئے مالی امداد میں کبھی بھی دریغ نہ کریں۔

آپ کے بعد مولانا حمد اللہ صاحب کتوزئی نے تقریر فرمائی اور مغربی تہذیب و تمدن اور مغرب کے غیر اسلامی علوم و فنون پر تبصرہ کیا اور مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ کہ مسلمان اپنی تہذیب و تمدن اور اپنے ان علوم و فنون کو باقی رکھنے کی کوشش فرمائیں جو وحی الٰہی سے ثابت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و مروی ہیں آپ کی اس تقریر کے بعد قریباً ڈھائی بجے جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے دعا کی اور کل کا پروگرام سنایا گیا۔

۴ اپریل ۸ بجے چوتھے اجلاس کی کارروائی حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید اور ایک نعتیہ نظم کے بعد مولانا سید گل بادشاہ صاحب طوروی نے تقریر کی۔ آپ نے

مذہب کی ضرورت پر ایک مدلل تقریر کی۔ اور امریکہ کے مصنفین اور بڑے بڑے رہنماؤں اور دنیا کے دوسرے مسلم اور ذہین لوگوں کے اقوال سنا کر ثابت کیا کہ مذہب ہی سے حقیقی امن و سکون اور دل کا اطمینان ہو سکتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر انصاف کی نگاہوں سے دیکھا جائے تو صرف مذہب اسلام ہی کے اصول و ضوابط ایسے ہیں کہ ان کو صدق دل کے ساتھ عملاً اختیار کرنے سے حقیقی چین نصیب ہو سکتا ہے۔ پھر آپ نے انگریزوں کی ان مساعیٔ مشئومہ کا تفصیلی ذکر کیا جو انہوں نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے اور ان کی روحانی طاقت اور خداشناسی کی صحیح علمیت کو سمجھنے کے لئے اختیار کر دی تھیں۔ اور بتایا کہ کس طرح میکالے کے نظام تعلیم نے ہماری قوم کے نوجوانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالا۔ اور ان کی روحانیت و مذہب کو نہایت بری طرح ذبح کر ڈالا۔

آج کل سینماؤں اور فحاشی کے اڈوں کی رونق ایسے ہی نوجوانوں کی وجہ سے ہے۔ اور دن بدن یہ بے حیائی بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں اور ماہرین تعلیم کہلانے والوں کے اقوال پیش کئے کہ وہ لوگ خود بھی جب کہنے پر آتے ہیں تو اس نظام تعلیم کی ان گنت خرابیاں بیان کرنے لگتے ہیں۔ مگر عملی طور پر سات سال کا طویل عرصہ ملنے ہی انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسی نظام تعلیم کی وجہ سے آج کل نوجوانوں کی دینی اور اخلاقی حالت پہلے سے بھی بڑھ کر برباد ہو رہی ہے۔ فرمایا مجھے اپنی حکومت سے ملک کے ایک وفادار شہری ہونے کی حیثیت سے یہ جائز شکایت ہے اور میں اس بھرے جلسہ میں اس کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں ہماری قوم کے نونہالوں کو دینیات کی تعلیم سے بالکل محروم رکھا جا رہا ہے۔

مولانا ممدوح نے مزید فرمایا کہ ہمارے وزراء اور ارباب اقتدار کے ان مسندوں پر نازاں نہ ہوں یہ سب آنی جانی چیزیں ہیں۔ جو لوگ چند ماہ پہلے کوس لمن الملک بجا رہے تھے اور اختلاف رکھنے والوں اور علماء کرام کو کچلنے اور فنا کرنے کی دھمکیاں دے رہے تھے وہ آج گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں اور کوئی پوچھتا تک بھی نہیں جن کی خدائی پولیس کے سہاروں پر قائم تھی آج وہ خود ان سہاروں سے سہمے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ عبرتناک انجام موجودہ برسر اقتدار طبقہ کے لئے بھی ایک درس عبرت ہے۔ ان پیش روؤں کے اس روز بد سے وہ اپنے لئے سبق حاصل کریں۔ اور اپنی خدائی چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جائیں۔ اور اس موقع کو غنیمت جان کر اور اس کے دین کی نصرت و حمایت میں صرف کریں۔

مولانا نے فرمایا۔ علمائے کرام نے تو ہمیشہ اس ملک میں نیکی پھیلانے اور بدی مٹانے کی کوششیں کی ہیں۔ لیکن حیرانی ہوتی ہے کہ اُن کے ان نیک مساعی کی قدر کرنے کی بجائے ان کو اس نیک کام سے روکا جا رہا ہے۔ آپ کے یہ ارشادات نہایت صبر و سکون اور قلبی توجہ کے ساتھ سنے گئے۔

بعد ازاں مولانا محمد حسین صاحب خطیب جامع مسجد چنیوٹ نے تقریر کی اور فرمایا کہ ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ فلاح و بہبود اور دائمی نجات کی کامیاب تجارت ہے۔ ان کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی نے تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے علم دین کی اہمیت اور اس کی تاریخ پر سیر حاصل تبصرہ کرکے فرمایا کہ پاکستان لا الٰہ الا اللہ کے نعرہ بلند کرنے سے بنا۔ پاکستان بننے کے بعد ارباب اقتدار نے اپنے وعدوں کا کیا لحاظ رکھا۔ ملک میں کیسی فضا پیدا کی اور کیوں کی۔ فی الحال اس سے قطع نظر کرتے ہوئے میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ کا درس قوم نے سیکھا کہاں۔ کیا کسی سکول اور کالج میں قوم کو یہ تعلیم دی گئی تھی یا مسجدوں اور مدرسوں کے ان طاقوں نے لا الٰہ الا اللہ پڑھایا۔ اور ان کے سکھائے سبق سے آپ نے کام لیا۔ اب یہ بھی عرض کردوں کہ جس لا الٰہ الا اللہ نے ملک تقسیم کرکے پاکستان بنایا وہی لا الٰہ الا اللہ اس ملک میں اسلامی نظام بھی نافذ کرادے گا اور انگریزی نظام کو درہم برہم بھی کرا سکتا ہے۔ مولانا نے فرمایا اسلام میں محض جمہوریت اور رائے عامہ نہیں ہوتی۔ بلکہ قانون سازی اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ مسلمانوں کا کام اسے صرف نافذ کرانا ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ مسلمان آزاد ہے۔ واقعی مسلمان آزاد ہے یعنی جس طرح چاہے خدا اور رسولؐ کے احکام سے آزادی برت رہا ہے لیکن اسلام قیدی اور پابند ہے یعنی اسلام کے احکام پر عمل نہ کیا جاتا ہے نہ کرنے دیا جاتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں مسلمان پابند ہو یعنی خدا تعالیٰ کا غلام بن کر رہے اور اسلام آزاد ہو اس کے نفاذ و اجرا میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہی ہمارا جرم ہے جو قابل معافی نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے بعد مولانا ممدوح نے نوجوانوں کو نہایت مؤثر انداز میں توجہ دلائی کہ اس نظام کہن کو بدلنے اور خدائی نظام کو اس پاک ملک میں لانے کے لئے اٹھ کر کوشش کرو۔

اس نظام کو برپا کرنے کے لئے کتاب و سنت کے علم کی ضرورت ہے اور یہی علم دین ان مدارس و مکاتب میں اور علمائے کرام کی صحبت و مجالست سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے پاکستان سٹینڈرڈ کے رسوائے زمانہ مضمون کی تردید کی اور اس کے خلاف سخت احتجاج فرمایا۔

آپ کے بعد مولانا غلام غوث صاحب نے ایک مبسوط تقریر فرمائی اور منکرین سنت کے عزائم پر تبصرہ کیا اور مسلمانوں کو اس فتنہ اور اس کے برے نتائج سے خبردار کیا۔ آپ نے ارباب حکومت کو توجہ دلائی کہ اس قسم کی ذہنیت کی پرورش سے ملک میں یکجہتی ختم ہوتی ہے جو مملکت کے استحکام و بقا کے لئے نہایت مضر ہے۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل دو قرار دادیں بہ اتفاق آراء منظور ہوگئیں۔

۱۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا یہ عظیم الشان سالانہ اجلاس پاکستان گورنمنٹ کی پالیسی کو موجودہ دور فرنگی کی پالیسی کی روشنی میں فریضہ حج کے سلسلہ میں اختیار کئے ہوتے ہے اسلامی احکام کے صریح خلاف ورزی قرار دیتا اور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حج پر سے کوٹہ وغیرہ کی تمام غیر اسلامی پابندیوں اور رکاوٹوں کو فوراً دور کرے

بقیہ صـ۳۹ پر